سیرت امام بخاری رح

تحریر:- مولانا نذیر احمد

نحمده و نصلي على رسوله الكريم۔

قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون انما يتذكر اولوالالباب۔ (سورة زمر)

آپ کا اسم مبارک محمد ' کنیت ابو عبداللہ اور نسب نامہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ ہے۔

آپ ۱۳ شوال ۱۹۶ھ کو جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ پیدا ہوئے آپ کو بچپن ہی سے حدیث یاد کرنے کا بڑا شوق وشغف تھا۔

مکتب میں جہاں کہیں حدیث کا نام سن لیتے تو فوراً اسے ازبریاد کر لیتے۔ دس سال کی عمر میں آپ نے اپنے مکتب سے فراغت پائی۔ تو آپ نے سنا کہ بخارا میں داخلی نامی علماء حدیث میں سے ہیں جو حدیث بیان کرتے ہیں۔ آپ نے سماعت حدیث کی غرض سے انکے پاس آمد و رفت شروع کر دی۔ ایک دن آپ انکی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے ایک سند بیان کرتے ہوئے فرمایا: عن ابی الزبید عن ابراهيم۔ تو آپ فوراً بول اٹھے کہ ابو الزبیر ابراہیم سے روایت نہیں کرتے مگر داخلی نے آپ کی بات کو تسلیم نہ کیا تو امام بخاری نے فرمایا کہ اس کو اصل نسخہ میں تو دیکھنا چاہئے چنانچہ داخلی اپنے مکان پر تشریف لائے اور اصل نسخہ پر نظر ڈالی۔ باہر تشریف لائے اور فرمایا اس لڑکے کو بلاؤ۔ جب آپ حاضر ہوئے تو داخلی نے فرمایا بیشک میں نے اس وقت سند غلط بیان کی تھی اب تم بتاؤ کہ صحیح سند کس طرح ہے۔ آپ نے فرمایا: سفیان عن زبیر بن عدی عن ابراهيم۔ داخلی حیران ہو گئے اور فرمانے لگے۔ واقعی ایسا ہی ہے۔ یہ واقعہ گیارہ سال کی عمر کا ہے۔ جب آپ کی عمر 16 سال کی ہوئی تو آپ نے عبداللہ بن مبارک اور وکیع کی تمام کتب ازبر کرلی تھیں۔ آپ کے تحصیل علم کے شوق کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ بغداد' بصرہ' خراساں' کوفہ' خوارزم' حجاز اور شام میں کوئی محدث ایسا نہ تھا جس سے امام صاحب نے کچھ نہ کچھ اخذ نہ کیا ہو۔ آپ کے تمام شیوخ کی تعداد ایک ہزار اسی تک پہنچتی ہے۔

> امام بخاری کی عمر جب 16 سال کی ہوئی تو آپ نے عبداللہ بن مبارکؒ اور وکیعؒ کی تمام کتب ازبر کرلی تھیں آپ کے شیوخ کی تعداد ایک ہزار (۱۰۸۰) تک پہنچتی ہے۔

امام بخاری فطرتاً قوی الحافظ تھے۔ فطرت کی اس فیاضی سے انہوں نے فن حدیث کی تحصیل میں بہت فائدہ اٹھایا۔ استاد سے جو حدیث سنتے فوراً زبانی یاد کر لیتے۔ آپ کے حافظ کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ حاشد بن اسماعیل جو کہ امام بخاریؒ کے زمانے کے جید محدث ہیں فرماتے ہیں۔ امام بخاریؒ طلب حدیث کیلئے میرے ہمراہ شیوخ وقت کی خدمت میں آمدورفت رکھتے تھے لیکن انکے پاس لکھنے کا کوئی سامان نہیں ہوتا تھا۔ میں ان سے کہا جب تم حدیث سن کر لکھتے نہیں تو تمہارے آنے جانے سے کیا فائدہ؟ اس طرح کا سننا تو ہوا کی طرح ہے جو ایک کان سے داخل ہو کر دوسرے کان سے نکل جاتی ہے۔ سولہ دن کے بعد مجھے امام بخاری نے بلایا اور فرمانے لگے تم لوگوں نے مجھے بہت تنگ کر رکھا ہے۔ آؤ اب میری یاد کا اپنے نوشتوں سے مقابلہ کرو۔ اس مدت میں ہم نے پندرہ ہزار حدیثیں لکھی تھیں۔ امام بخاریؒ نے تمام احادیث کو ازبر اس طرح ترتیب اور صحت کیساتھ سنادیں کہ میں نے اپنے نوشتوں کو آپ سے درست کیا۔ امام صاحب کے فضل و کمال کی

خُراسان کی سرزمین نے محمد بن اسماعیلؒ جیسی کوئی اور شخصیت پیدا نہیں کی۔امام احمد بن حنبلؒ

شہرت اس سے قبل کہ آپ فارغ التحصیل ہوں۔دور دور تک پہنچ چکی تھی۔حفظ حدیث میں آپ کا پایہ اس قدر بلند تھا کہ بڑے بڑے محدث بھی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔اس لئے آپ کی تیزی ذہن اور قوت حافظہ کا عام طور پر اعتراف کیا جاتا تھا۔ان کے زمانے کے وہ علماء جن کے گرد و پیش تلامذہ کی بڑی جماعت رہتی تھی اور فضل و کمال کے لحاظ سے خود امام فن ہونے کی حیثیت رکھتے تھے ان کے کسی مجموعہ حدیث کو امام صاحب تسلیم کرتے تو وہ فخریہ لہجے میں کہ ہماری ان حدیثوں کو محمد بن اسمٰعیل بخاری نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ان احادیث کی صحت میں اب کس کو کلام ہو سکتا ہے جب کہ امام بخاریؒ جیسے نقادنے صحیح فرمادیا۔فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کے فضل و کمال اور شہرت کو چار چاند لگ گئے۔دور دور سے لوگ سمع حدیث کی غرض سے آکر آپ کی مجلس میں شامل ہونے لگے۔ائمہ حدیث۔۔۔درس دیتے ہوئے امام صاحب کو اپنی مسند خاص پر جگہ دیتے اور امام احمد بن حنبل جیسے بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ خراسان کی سرزمین نے محمد بن اسماعیل جیسی کوئی اور شخصیت پیدا نہیں کی۔یوسف بن موسیٰ نے بصرہ میں امام صاحب کی وسعتِ علم اور شہرت کا ایک پر اثر منظر دیکھا تھا۔انکا بیان ہے۔ایک دن گلیوں میں کسی شخص کو پکارتے ہوئے سنا۔اے قدر دانانِ علم! ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ”آجکل بصرہ میں تشریف فرما ہیں جو شخص ان کی زیارت کا مشتاق ہو جامع مسجد میں حاضر ہو۔یہ آواز سنتے ہی میں جامع مسجد میں حاضر ہوا اس وقت مسجد میں بہت سے علماء جمع تھے اور ایک ادھیڑ عمر شخص ستون کی آڑ میں نماز پڑھ رہا تھا۔معلوم ہوا محمد بن اسماعیل بخاری یہی ہیں۔نماز سے فارغ ہو کر علماء کی طرف متوجہ ہوئے۔حاضرین نے درخواست کی کہ آج حدیث کے متعلق خطبہ فرمائیں آپ نے منظور فرمالیا۔شہر میں اعلان کر دیا گیا کہ امام صاحب فلاں وقت خطاب فرمائیں گے۔وقت مقررہ پر لوگ جوق در جوق جمع ہونے لگے۔جب حاضرین کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ گئی تو امام صاحب کھڑے ہوئے اور یوں بیان شروع کیا۔

اے علماء بصرہ! میں آج تمہارے سامنے ایسی حدیثیں بیان کروں گا جن کے راوی تمہارے شہر بصرہ کے رہنے والے ہیں لیکن تمہیں ان کی خبر نہیں۔اس کے بعد جتنی احادیث بیان فرمائیں تمام احادیث کے راوی اہل بصرہ تھے۔امام صاحب کی وسعت معلومات اور معرفت حدیث کو دیکھ کر علماء کہا کرتے تھے:

انما هوا اية من ايات الله تمشي على وجه الارض ما خلق الا للحديث.

بلا شبہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ایک آیت ہے جو زمین پر چلتی جو حدیث ہی کے لئے پیدا کی گئی۔آپ کو زمانہ تحصیل ہی سے تصنیف و تالیف کا بہت شوق پیدا ہو گیا تھا۔جو آخری عمر تک رہا۔آپ کی عمر صرف اٹھارہ سال کی تھی جب کہ آپ نے ایک کتاب قضایائے صحابہ و تابعین کے نام سے لکھی جس نے بڑے بڑے شیوخ کو متحیر کر دیا۔اس کے بعد آپ نے تاریخ کبیر مدینہ منورہ میں روضہ اطہر کے پاس بیٹھ کر چاند کی روشنی میں لکھی جب کہ آسمان کی منور اور قدرتی قندیل نے دنیا کے تمام مصنوعی چراغوں سے مستغنی کر دیا تھا۔اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس کتاب میں جتنے نام ہیں ہر ایک نام پر مجھے ایک طویل قصہ یاد ہے اگر کتاب کی طوالت اور شاگردوں کے اکتا جانے کا خوف نہ ہوتا تو ان تمام قصوں کو اس کتاب میں درج کر دیتا۔اس کے علاوہ آپ نے تاریخ اوسط' تاریخ صغیر' رسالہ رفع الیدین' قراءۃ فاتحہ خلف الامام' الادب المفرد' برالوالدین' کتاب الضعفاء' خلق افعال العباد' الجامع الکبیر'

جب آپ کسی حدیث کے نقل کرنے کا ارادہ فرماتے تو غسل فرما کر دو رکعت نماز ادا کرتے۔اس طرح آپ اس انتخاب سے 16 سال کے عرصہ میں فارغ ہوئے۔

التفسير الكبير' كتاب الحيه' كتاب المبسوط' كتاب الكنى' كتاب العلل' كتاب الفوائد اور كتاب المناقب وغیرہ لکھے۔

تمام تصانیف اپنے اپنے مقام پر ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہیں لیکن آپ کی تصنیف جس کو تمام امت نے تسلیم کیا ہے وہ صحیح بخاری کی تصنیف ہے۔ جس کا پورا نام الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم و سننه و ايامه.

آپ نے ۶ لاکھ احادیث کا ذخیرہ جو آپ کے سینے میں تھا۔ ان کی احادیث کا انتخاب فرمایا اور ان احادیث پر جو صحت کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کی تھیں اور ان پر ہی اکتفا کی اور بعض احادیث ایسی جو اسی درجہ کی تھیں ان کی طوالت یا کسی دوسرے سبب کی وجہ سے چھوڑ بھی گئے۔ جب آپ کسی حدیث کے نقل کرنے کا ارادہ فرماتے تو غسل فرما کر دو رکعت نماز ادا کرتے اس کے بعد صرف ایک حدیث لکھتے اس طرح آپ اس انتخاب سے ۱۶ سال کے عرصہ میں فارغ ہوئے۔ جب آپ نے ہر حدیث کو اس کے مضمون کے مطابق ترتیب دینے کا ارادہ کیا جس کو اصطلاح محدثین میں ترجمۃ الباب کہتے ہیں تو آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور روضہ اطہر اور منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی جگہ میں بیٹھ کر اس مبارک کام کو سرانجام دیا۔ الغرض امام بخاریؒ کے حسن نیت ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ کی یہ تصنیف اس قدر مقبول ہوئی کہ آپ کی زندگی میں آپ سے بلاواسطہ اس کتاب بخاری شریف کو نوے ہزار آدمیوں نے سنا۔ امام بخاری نے بخاری شریف میں چھ لاکھ احادیث میں سے سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں نقل کی ہیں۔

یوں تو آپ نے بہت زیادہ سفر کئے لیکن نیشاپور کا سفر خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ نیشاپور اس زمانے میں علم حدیث کا مرکز تھا۔ مسلم ابن حجاج صاحب مسلم اور آپ حافظ ابو عیسیٰ ترمذی' ابو عبدالرحمان نسائی اور مسلم بن حجاج جیسے جید محدث نظر آتے تھے جو حدیث کے ارکان کے تین جلیل القدر رکن ہیں۔ ابن خزیمہؒ' محمد بن نصر مروزی اور صالح بن محمد جو آگے چل کر بلند پایہ کے مصنف ہوئے ہیں آپ کے عام شاگردوں میں شامل تھے۔ آپ

جب امام بخاریؒ نیشاپور میں تشریف لائے تو اس دھوم دھام سے ان کا استقبال کیا گیا کہ والیانِ ملک اور سلاطین کو بھی نصیب نہ ہوا ہوگا۔

کے استاد امام محمد بن یحییٰ ذہلی جیسے محدث اسی خاک سے اٹھے تھے جن کے علم و فضل نے نیشاپور کو دور دور تک مشہور کر دیا تھا۔ ایسی حالت میں امام صاحب کا نیشاپور جانا اور بڑے بڑے اساتذہ کی موجودگی میں اپنے فضل و کمال کا سکہ بٹھانا ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔ امام صاحب جس شان سے نیشاپور میں داخل ہوئے اور جس جوش سے آپ کا خیر مقدم کیا گیا اس کی تصویر خود امام مسلمؒ نے ان مختصر الفاظ میں کھینچی ہے۔

امام بخاریؒ جب نیشاپور میں تشریف لائے تو اس دھوم دھام سے ان کا استقبال کیا گیا کہ والیان ملک اور سلاطین کو بھی نصیب نہ ہوگا۔

آپ نیشاپور پہنچ کر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ علمائے شہر اکثر اوقات حاضر ہوا کرتے اور امام صاحب کی معلومات حدیث سے مستفیض ہوتے۔ آپ کا حلقہ درس بہت وسیع تھا۔ اسلامی دنیا کے ہر حصہ سے طلباء کی جماعتوں کی جماعتیں آکر حلقہ تدریس میں شریک ہوتیں اور بڑے بڑے پائے کے اشخاص آپ کے تلامذہ میں نظر آتے تھے۔ آپ کی مجلس درس کبھی مسجد میں اور کبھی خاص آپ کے مکان پر منعقد ہوتی تھی۔ آپ کے شاگردوں میں کے فضل و کمال نے لوگوں کو اس قدر گرویدہ کر لیا تھا کہ امام ذہلی جو نیشاپور کے محدث تھے ان جیسے بزرگوں کی مجلسیں بے رونق ہو گئی تھیں۔

ایک دن امام ذہلی نے امام بخاریؒ کی زیارت کرنے کا ارادہ کیا اور اپنی مجلس میں اعلان کر دیا کہ میں کل امام بخاریؒ کی زیارت کو جاؤں گا جس کو آپ کی زیارت کا شوق ہو تو وہ کل میرے ساتھ جا سکتا ہے۔ ساتھ ہی آپ کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی امام بخاریؒ سے اختلافی مسائل میں سوال کر بیٹھے جس کی وجہ سے میرے اور ان کی درمیان اختلاف یا رنجیدگی ہو جائے۔ جس کی وجہ سے غیر مذاہب کو اسلام کا مذاق اڑانے کا موقعہ ہاتھ آ جائے اس لئے اپنی مجلس میں اعلان کر دیا کہ کوئی شخص امام بخاریؒ سے اختلافی مسائل میں سوال نہ کرے جب دوسرے دن امام بخاریؒ کی مجلس میں پہنچے تو یہی واقعہ پیش آیا۔

ایک شخص نے سوال کیا:

لفظي بالقرآن مخلوق.

جو الفاظ قرآن ہماری زبانوں سے نکلتے ہیں کیا وہ مخلوق ہیں۔ آپ خاموش رہے۔ دوسری مرتبہ اس نے پھر سوال کیا کہ تو امام

صاحب نے جواباً فرمایا:

"القرآن کلام اللہ غیر مخلوق۔ و لفظی بالقرآن الفاظنا من افعالنا و افعالنا مخلوقۃ۔"

امام صاحب نے ان مختصر الفاظ میں درحقیقت اس بحث کا فیصلہ کر دیا۔ ظاہر ہے اگر قرآن کا مفہوم نفس کلام ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت کیونکر حادث زبانوں سے نکلتے ہیں تو چونکہ وہ مخلوق کا ایک فعل ہے لہٰذا ان کے مخلوق ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ لیکن دقیق جواب کو عوام نہ سمجھ سکے۔ اس لئے اس واقعہ کو اس قدر بڑھایا اور شہرت دی کہ امام صاحب کی ہر دلعزیزی میں فرق آگیا۔ مگر جو لوگ دقیقہ رس اور نقطہ سنج تھے وہ آپ کے جواب کی تہہ تک پہنچ گئے اور آپ کی پہلے سے زیادہ وقعت جاننے لگے ان ہی لوگوں میں ایک امام مسلم بھی تھے۔ آخر حالات خراب ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ امام ذہلی نے اپنی مجلس میں اعلان کر دیا کہ جو شخص لفظی بالقرآن کا قائل ہو وہ میری مجلس میں نہ بیٹھے۔ جب اس بات کی خبر امام مسلم کو ہوئی تو وہ بہت برہم ہوئے اور وہ تمام نوشتے جن میں امام ذہلیؒ کی تقریریں قلم بند تھیں اونٹوں پر لدوا کر بھجوا دیئے ایک دن امام مسلم امام بخاریؒ کی جامعیت اور تبحر علمی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ نے بے اختیار امام صاحب کی پیشانی کو بوسہ دیا اور جوش میں کہنے لگے:

دعنی اقبّل رجلیک یا امیر المومنین فی الحدیث۔

غرض یہ کہ حالات خطرناک ہوتے گئے اور آپ نے نیشاپور چھوڑ کر اپنے آبائی شہر بخارا کا رخ کیا جب اہل بخارا کو آپ کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ شہر سے تین میل کے فاصلہ پر استقبال کے لئے آئے اور درہم و دینار نثار کرتے ہوئے شہر میں لے گئے۔ لیکن آپ کو بھی طریقہ صالحین کے مطابق امتحان میں مبتلا ہونا پڑا۔

کچھ عرصہ کے بعد ہی آپ کو بخارا سے نکال دیا اور آپ سمرقند سے دس میل کے فاصلہ پر ایک خرتنک نامی بستی میں رہائش پذیر ہوئے۔ وہاں ہی ۲۵۶ھ شب شنبہ جو لیلۃ الفطر کی رات تھی عشاء کی نماز کے وقت آپ کا روح آپ کے جسم عنصری سے پرواز کر گیا اور دوسرے دن بعد از نماز ظہر آپ کو دفن کیا گیا۔ جب آپ کو لحد میں اتارا گیا تو آپ کی قبر سے خوشبو مہک اٹھی۔ جس کو شاعر نے اس الفاظ میں ادا کیا ہے۔

جمال ہمنشین درمن اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

کسی نے آپ کی تعریف، تصنیف، پیدائش، زندگی کی مدت اور وفات کی تاریخ کو بڑے احسن طریقہ سے اس طرح نظم میں پیش کیا ہے:

کان البخاری حافظا و محدثا جمع الصحیح مکمل التحریر، میلادہ صدق و مدۃ عمرہ فیھا حمید والقضیٰ فی نوری۔

حروف ابجد کے لحاظ سے صدق کے ۱۹۴ھ حمید سے مراد ۶۲ سال زندگی اور نور کے ۲۵۶ھ بن جاتے ہیں۔

بقیہ جمع و تدوین احادیث

ان کو جزائے خیر دے۔ یہ خطوط و وثائق مجموعۃ الوثائق السیاسۃ کے نام سے ۱۹۴۱ء میں قاہرہ سے شائع ہوئے اور اس وقت پیش نظر ہیں۔ اس مجموعہ میں وہ خطوط و وثائق بھی شامل ہیں جو خلفائے راشدین نے لکھے۔ اس مجموعہ میں ۲۸۱ خطوط و وثائق ایسے ہیں جن کا تعلق فقط رسول اللہ صلی اللہ وسلم سے ہے۔

ان خطوط میں ایک خط وہ بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقوقس شاہ مصر کے نام بھیجا تھا۔ یہ خط مصر کے آثارِ قدیمہ کی کھدائی میں برآمد ہوا اور آج بھی مصر میں موجود ہے۔ (دیکھئے مجموعۃ الوثائق صفحہ ۵۰) یہ برآمد شدہ خط حدیث کی مستند کتابوں میں منقول ہے۔ اصل خط کتب حدیث کی رویت کے عین مطابق ہے اور یہ مطابقت کتب حدیث کے مستند ہونے کی دلیل ہے۔ اصل خط کا عکس بھی بار ہا شائع ہو چکا ہے۔ (دیکھئے جرنل ایشیاٹک (پیرس ۱۸۵۴م) صفحہ ۴۸۲۔۴۹۸ اور دیکھئے اسلامائے ریویو جنوری فروری ۱۹۷۱ام اور مجلہ الہلال اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۰۴ (مصر) مجلہ عثمانیہ (حیدر آباد دکن جلد ۹، جون ۱۹۳۶ء)

اسی طرح نجاشی اور منذر بن ساوی کے نام جو آپؐ نے تبلیغی خطوط لکھے، ان کی اصلیں موجود و معروف ہیں۔ (دیکھئے رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی صفحہ ۱۲۳) باقی آئندہ

فلسفہ دعا

دعائیں ضرور فائدہ پہنچاتی ہیں۔ مگر انہی کو پہنچاتی ہیں جو عزم و ہمت رکھتے ہیں بے ہمتوں کیلئے تو وہ ترک عمل اور تعطل قویٰ کا حیلہ بن جاتی ہیں۔